ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

علامہ سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ

نام، نسب خاندان:

عائشہ رضی اللہ عنہا نام، صدیقہ لقب، ام المؤمنین خطاب ام عبداللہ کنیت اور حمیرا لقب ہے [۱]۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت الصدیق سے خطاب فرمایا ہے [۲]۔

عبداللہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے یعنی آپ کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے تھے، جو زیادہ تر اپنے باپ کی نسبت سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ عرب میں کنیت شرافت کا نشان ہے، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اولاد نہ تھی، اس لیے کوئی کنیت بھی نہ تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حسرت کے ساتھ عرض پرداز ہوئیں کہ اور بیبیوں نے تو اپنی سابق اولادوں کے نام پر اپنی اپنی کنیت رکھ لی ہے میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟ فرمایا ''اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر [۳]'' چنانچہ اسی دن سے اُمِ عبداللہ، عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت قرار پائی۔

مناقب:

اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مرتبہ حاصل تھا اس بناء پر کتاب اللہ کا ترجمان، سنت رسول کا معبر اور احکام اسلامی کا معلم ان سے بہتر کون ہوسکتا تھا اور لوگ پیغمبر کو صرف جلوت میں دیکھتے تھے اور یہ خلوت وجلوت دونوں میں دیکھتی تھیں، اسی بناء پر وحی کی زبان وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى [۵۳/النجم:۳] نے فیصلہ کیا:

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ. [۴]

''عائشہ رضی اللہ عنہا کو عام عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کے کھانے کو عام کھانوں پر۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے سوا کسی دوسری اُمّ المؤمنین کے بستر پر وحی نازل نہیں ہوئی [۵]، جبریل امین نے ان کے آستانہ پر اپنا سلام بھیجا [۶]، دوبار ناموس اکبر کو ان مادی آنکھوں سے دیکھا [۷]، عالم ملکوت کی صدائے بے جہت نے ان کی عفت وعصمت پر شہادت دی، نبوت کے الہامِ صادق نے ان کو آخرت میں پیغمبر کی چہیتی بیویوں میں ہونے کی بشارت سنائی [۸]۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میں فخر نہیں کرتی، بلکہ بطور واقعہ کے کہتی ہوں کہ خدا نے مجھ کو نو باتیں ایسی عطا کی ہیں جو دنیا میں میرے سوا کسی اور کو نہیں ملیں، خواب میں فرشتے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری

صورت پیش کی، جب میں سات برس کی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا، جب میرا سن نو برس کا ہوا تو رخصتی ہوئی، میرے سوا کوئی اور کنواری بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بستر پر ہوتے، تب بھی وحی آتی تھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی تھی، میری شان میں قرآن کی آیتیں اتریں میں نے جبریل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہی گود میں سر رکھے ہوئے وفات پائی [۹]۔

فضل وکمال:

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عام عورتوں پر نہ صرف امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر، نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر بلکہ چند بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہ پر فوقیتِ عام حاصل تھی، صحیح ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَـا اَشْـكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَاب مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَ لْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا [۱۰]۔

”ہم صحابیوں کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی نہیں پیش آئی کہ جس کو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اوران کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں“۔

عطا ابن ابی الرباح تابعی جن کو متعدد صحابیوں کے تلمذ کا شرف حاصل تھا کہتے ہیں: **كَـانَـتْ عَـائِشَةُ اَفْقَـهَ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ وَاَحْسَنَ رَأْ يًا فِيْ الْعَامَّةِ** [۱۱]۔

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ فقیہ، سب زیادہ صاحبِ علم اور عوام میں سب سے زیادہ اچھی رائے والی تھیں۔“

امام زہری جو تابعین کے پیشوا تھے جنھوں نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آغوش میں تربیت پائی تھی، کہتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةَ اَعْلَمَ النَّاسِ يَسْئَلُهَا الْاَ كَابِرُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم [۱۲]۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں، بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے پوچھا کرتے تھے۔“

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحبزادے ابوسلمہ کہ وہ بھی جلیل القدر تابعی تھے، کہتے ہیں۔

مـا رَأيْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلَا اَفْقَهَ فِيْ رَأيٍ اِنْ اُحْتِيْجَ اِلٰى رَايِهٖ وَلَا اَعْلَمَ بِآيَةٍ فِيْمَا نَزَلَتْ وَلَا فَرِيْضَةٍ مِنْ عَائِشَةَ [۱۳]۔

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا جاننے والا اور رائے میں اگر اس کی ضرورت پڑے، ان سے

زیادہ فقیہ اور آیتوں کے شانِ نزول اور فرائض کے مسئلہ کا واقف کار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَم بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَالْعِلْمِ وَالشِّعْرِ وَالطِّبِّ مِنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤمِنِیْنَ[۱۴]۔

’’میں نے حلال وحرام وعلم وشاعری اور طب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

ایک اور روایت یہ الفاظ اس طرح ہیں:

مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالْقُرْآن وَلَا بِفَرِیْضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْهٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِیْثِ الْعَرَب وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ[۱۵]۔

’’قرآن، فرائض، حلال، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ نسب کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر عالم کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

ایک شخص نے مسروق تابعی سے جو تمام تر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تربیت یافتہ تھے، دریافت کیا کہ کیا، ام المؤمنین فرائض کا فن جانتی ہیں؟ جواب دیا۔

اِیْ و الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ رَاَیْتُ مَشِیْخَةَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یَسْئَلُوْنَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ[۱۶]۔

’’خدا کی قسم میں نے بڑے بڑے صحابہ کو ان سے فرائض کے مسئلے دریافت کرتے دیکھا۔‘‘

اخلاق وعادات:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچپن سے جوانی تک کا زمانہ اس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بسر کیا جو دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے آئی تھی اور جس کے روئے جمال کا غازہ ’’اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم‘‘ [۶۸/القلم: ۴] ہے۔ اس تربیت گاہِ روحانی یعنی کاشانۂ نبوت نے پردگیانِ حرم کو حسنِ اخلاق کے اس رتبہ تک پہنچادیا تھا جو انسانیت کی روحانی ترقی کی آخری منزل ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اخلاق نہایت بلند تھا، وہ نہایت سنجیدہ، فیاض قانع عبادت گزار اور رحم دل تھیں۔

قناعت پسندی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھانا طلب کیا پھر فرمایا میں کبھی سیر ہوکر نہیں کھاتی کہ مجھے رونا نہ آتا ہو، ان کے ایک شاگرد نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا، خدا کی قسم! دن میں دو دفعہ کبھی سیر ہوکر آپ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ (ترمذی، زہد)

شوہر کی اطاعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت ورضا کے حصول میں شب وروز کوشاں رہتیں، اگر ذرا بھی آپ کے چہرے پر حزن وملال وکبیدہ خاطری کا اثر نظر آتا، بیقرار ہوجاتیں[۱۷]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کا اتنا خیال تھا کہ ان کی کوئی بات ٹالتی نہ تھیں، ایک دفعہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خفا ہو کر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھی تھیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی رشتہ داروں نے سفارش کی تو انکار کرتے نہ بنا[۱۸]۔

فیاضی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کا سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی دونوں بہنیں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نہایت کریم النفس اور فیاض تھیں، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے زیادہ سخی اور صاحبِ کرم میں نے کسی کو نہیں دیکھا، فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذرا ذرا جوڑ کر جمع کرتی تھیں، جب کچھ رقم اکٹھی ہوجاتی تھی، بانٹ دیتی تھیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ جو کچھ پاتی تھیں، اس کو اٹھا نہیں رکھتی تھیں[۱۹] اکثر مقروض رہتی تھیں اور ادھر ادھر سے قرض لیا کرتی تھیں، لوگ عرض کرنے لگے کہ آپ کو قرض کی کیا ضرورت ہے فرماتیں کہ جس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے خدا اس کی اعانت فرماتا ہے میں اس کی اسی اعانت کو ڈھونڈتی ہوں[۲۰]۔

خیرات میں تھوڑے بہت کا لحاظ نہ کرتیں، جو موجود ہوتا سائل کی نذر کردیتیں۔

ایک دفعہ ایک سائلہ آئی جس کی گود میں دو ننھے ننھے بچے تھے، اتفاق سے اس وقت گھر میں کچھ نہ تھا، صرف ایک چھوہارا تھا، اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں میں تقسیم کردیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے تشریف لائے تو ماجرا عرض کیا[۲۱]۔ ایک دفعہ سائلہ آئی سامنے کچھ انگور کے دانے پڑے تھے، ایک دانہ اٹھا کر اس کے حوالہ کیا، اس نے دانہ کو حیرت سے دیکھا کہا ایک دانہ بھی کوئی دیتا ہے، یہ دیکھو کہ اس میں کتنے ذرے ہیں[۲۲]۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا۔

(فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ) [۹۹/الزلزال:۷]

''جس نے ایک ذرہ بھر بھی نیکی کی وہ اس کو دیکھے گا''

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے، شام ہوتے ہوتے ایک حبہ بھی پاس نہ رکھا، سب محتاجوں کو دے دلا دیا، اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا، لونڈی نے عرض کی افطار کے سامان کے لیے تو کچھ رکھنا تھا، فرمایا کہ تم نے یاد دلا دیا ہوتا[۲۳]۔

ایک دفعہ اور اسی قسم کا واقعہ پیش آیا روزے سے تھیں گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا اتنے میں ایک سائلہ نے

آواز دی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ ایک روٹی بھی اس کی نذر کردو عرض کی کہ شام کو افطار کس چیز سے کیجئے گا، فرمایا یہ تو دے دو شام ہوئی کسی نے بکری کا سالن ہدیۃً بھیجا، لونڈی سے کہا دیکھو یہ تمہاری روٹی سے بہتر چیز خدا نے بھیج دی[۲۴]۔ اپنے رہنے کا مکان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا، قیمت جو آئی وہ سب راہِ خدا میں صرف کردی[۲۵]۔

عبادتِ الٰہی:

عبادتِ الٰہی میں اکثر مصروف رہتیں، چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرے والد بھی قبر سے اٹھ کر آئیں اور مجھ کو منع کریں تو میں باز نہ آؤں[۲۶]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر نماز تہجد ادا کرتی تھیں[۲۷]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اس قدر پابند تھیں کہ اگر اتفاق سے آنکھ لگ جاتی اور وقت پر نہ اٹھ سکتیں تو سویرے اٹھ کر نماز فجر سے پہلے تہجد ادا کرلیتیں، ایک دفعہ اسی موقع پر ان کے بھتیجے قاسم پہنچ گئے تو انھوں نے دریافت کیا کہ پھوپھی جان یہ کیسی نماز ہے؟ فرمایا میں رات کو نہیں پڑھ سکی اور اب اس کو چھوڑ نہیں سکتی ہوں[۲۸]۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہتی تھیں[۲۹]۔ ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں عرفہ کے روز روزے سے تھیں گرمی اور تپش اس قدر شدید تھی کہ سر پر پانی کے چھینٹے دیے جاتے تھے، عبدالرحمٰن آپ کے بھائی نے کہا کہ اس گرمی میں روزہ کچھ ضروری نہیں افطار کرلیجیے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنا سال بھر کے گناہ معاف کرا دیتا ہے تو میں روزہ توڑ دوں گی[۳۰]۔ حج کی شدت سے پابند تھیں، کوئی ایسا سال بہت کم گزرتا تھا جس میں وہ حج نہ کرتی ہوں[۳۱]۔

غلاموں پر شفقت:

صرف ایک قسم کے کفارہ میں ایک دفعہ انھوں نے چالیس غلام آزاد کیے[۳۲]، آپ کے کل آزاد کیے ہوئے غلاموں کی تعداد ۶۷ تھی[۳۳]۔ تمیم کے قبیلہ کی ایک لونڈی ان کے پاس تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کہ یہ قبیلہ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کی اولاد میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے اس کو آزاد کر دیا۔ (بخاری کتاب العتق) بریرہ نامی مدینہ میں ایک لونڈی تھیں ان کے مالکوں نے ان کو مکاتب کیا تھا یعنی کہہ دیا تھا کہ اگر تم اتنی رقم جمع کر دو آزاد ہو، اس رقم کے لیے انھوں نے لوگوں سے چندہ مانگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو پوری رقم اپنی طرف سے ادا کر کے ان کو آزاد کر دیا[۳۴]۔

وفات:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا آخری زمانہ ہے، اس وقت ان کی عمر سرسٹھ برس کی تھی، ۵۸ھ میں رمضان کے مہینہ میں بیمار پڑیں، چند روز تک علیل رہیں۔ کوئی خیریت پوچھتا، فرماتی: ”اچھی ہوں“[۳۵]۔ جو لوگ عیادت کو آئے، بشارت دیتے، فرماتیں: ”اے کاش! میں پتھر ہوتی۔ اے

کاش! میں کسی جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی'' [۳۶]۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تامل ہوا کہ وہ آکر تعریف نہ کرنے لگیں، بھانجوں نے سفارش کی تو اجازت دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آپ کا نام ازل سے اُمّ المؤمنین تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب بیوی تھیں، رفقا سے ملنے میں اب آپ کو اتنا ہی وقفہ باقی ہے کہ روح بدن سے پرواز کر جائے، خدا نے آپ ہی کے ذریعہ تیمّم کی اجازت فرمائی۔ آپ کی شان میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں جو اب ہر محراب و مسجد میں شب و روز پڑھیں جاتی ہیں۔ فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھے اپنی اس تعریف سے معاف رکھو، مجھے یہ پسند تھا کہ میں معدوم محض ہوتی [۳۷]۔

۵۸ھ تھا اور رمضان کی سترہ تاریخ مطابق ۱۳ / جون ۶۷۸ کی نماز وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی۔ جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا، بعض روایتوں میں عورتوں کا اژدہام دیکھ کر روز عید کے ہجوم کا دھوکا ہوتا تھا [۳۸]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رونے کی آواز سن کر بولیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت واجب ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی تھیں۔ یہ حاکم کی روایت ہے۔ مسند طیالسی میں ہے کہ انھوں نے کہا: خدا ان پر رحمت بھیجے کہ اپنے باپ کے سوا وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں [۳۹]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ کے قائم مقام حاکم تھے، انھوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ قاسم بن محمد ابی بکر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عتیق، عروہ بن زبیر اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم، بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا [۴۰] اور حسب وصیت جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، مدینہ میں قیامت برپا تھی کہ آج حرمِ نبوت کی ایک اور شمع بجھ گئی۔ مسروق تابعی بیان کرتے ہیں کہ اگر ایک بات کا مجھ کو خیال نہ ہوتا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لیے میں ماتم کا حلقہ قائم کرتا [۴۱]۔ ایک مدنی سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا غم اہلِ مدینہ نے کتنا کیا، جواب دیا جس جس کی وہ ماں تھیں (یعنی تمام مسلمان) اسی کو ان کا غم تھا [۴۲]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کچھ متروکات چھوڑے جن میں سے ایک جنگل بھی تھا، یہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تبرکاً اس کو ایک لاکھ درم میں خریدا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے یہ کثیر رقم عزیزوں میں تقسیم کر دی [۴۳]۔

حواشی

[۱] جن روایتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ''حمیرا'' (گوری) ہے محدثین کے نزدیک وہ سنداً ثابت نہیں ہیں جیسا کہ کتب موضوعات میں زیر حدیث ''خذوا شطر دینکم من الحمیراء'' مذکور ہے۔ بعضوں نے لکھا کہ نسائی کی ایک روایت میں سند صحیح لقب یہ لقب مذکور ہے، لیکن مجھ کو

تلاش پر بھی یہ روایت نہیں ملی، بلکہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ہر وہ حدیث جس میں حمیرا ہے جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہے۔ (کشف الخفا، مزیل الالباس مما اشتہر علی السنۃ الناس احمد عطاء حلبی جلد:۱ ص:۴۷۴-۳) بہر حال مصنفین کتب رجال نے حمیرا آپ کا لقب لکھا ہے اور للغات الحدیث مثلاً مجمع البحار اور نہایہ وغیرہ میں بھی زیر لفظ حمرا، اس کی تصریح ملی ہے واللہ اعلم، [۲]۔ترمذی تفسیر سورۂ المومنون، [۳]۔ابوداؤد کتاب الادب ومسند ابن حنبل مسند عائشہ رضی اللہ عنہا ص:۹۳، ص:۱۰۷، [۴]۔صحیح بخاری وترمذی وغیرہ، مناقب عائشہ رضی اللہ عنہا، [۵]۔صحیح بخاری مناقب عائشہ رضی اللہ عنہ، [۶، ۷، ۸]۔ایضاً، [۹]۔مستدرک للحاکم والطبقات لابن سعد، [۱۰]۔جامع ترمذی مناقب عائشہ رضی اللہ عنہا، [۱۱]۔مستدرک حاکم، [۱۲]۔طبقات ابن سعد جزء ثانی، ص:۶، [۱۳]۔مسند مذکور، [۱۴] مستدرک حاکم، [۱۵]۔زرقانی جلد:۳ ص:۲۲۷ بحوالہ حاکم وطبرانی بہ سند صحیح، [۱۶]۔مستدرک حاکم وابن سعد جز ثانی ص:۱۲۶، [۱۷]۔مسند ص:۱۱۱، واقعہ حنا، مسند جلد:۴ ص:۵۸، مسند جلد ۶ ص:۱۳۸، صحیح بخاری باب الجنائز ذکر ماتم جعفر طیارہ نیز دیکھو ’’باب مناقب قریش‘‘، [۱۸]۔صحیح بخاری باب مناقب قریش، [۱۹]۔مسند ابن حنبل ج:۶ ص:۹۹، [۲۰]۔ابن سعد ذکر حجرات امہات المؤمنین، [۲۱]۔۔موطائے امام مالک باب الترغیب فی الصدقہ، [۲۲]۔طبقات ابن سعد جز نساء ص:۴۵، [۲۳]۔ابن سعد جز نساء ص:۴۶، [۲۴]۔موطائے امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقہ، [۲۵]۔ابن سعد ذکر حجرات امہات المؤمنین، [۲۶]۔مسند احمد جلد:۶، ص:۱۳۸، [۲۷]۔ایضاً جلد:۶ ص:۹۲، [۲۸]۔دارقطنی کتاب الصلوٰۃ، [۲۹]۔ابن سعد جز نساء ص ۴۷، [۳۰]۔مسند احمد جلد:۶ ص:۱۲۸، [۳۱]۔صحیح بخاری باب حج النساء، [۳۲]۔صحیح بخاری باب الہجرۃ، [۳۳]۔شرح بلوغ المرام امیر اسماعیل کتاب العتق، [۳۴]۔صحیح بخاری ومسلم ومسند احمد وغیرہ، [۳۵]۔ابن سعد جز نساء ص:۵۱، [۳۶]۔ایضا، [۳۷]۔اس روایت کا صرف پہلا ٹکڑا بخاری مناقب عائشہ میں مذکور ہے اور اس سے زیادہ تفسیر سورۂ نور میں ہے لیکن پوری روایت مستدرک حاکم میں ہے، علی شرط الصحیحین، امام احمد نے مستدرک میں بھی یہ پوری روایت نقل کی ہے، [۳۸]۔ابن سعد جز نساء ص:۵۲، [۳۹]۔طیالسی مسند ام سلمہ رضی اللہ عنہا ص:۲۲۴، [۴۰]۔تمام واقعات حاکم کی مستدرک سے ماخوذ ہیں، حاکم نے ان میں سے اکثر روایتوں کی نسبت لکھا ہے کہ علی شرط الصحیحین ہیں، [۴۱]۔ابن سعد جز نساء ص:۵۴، [۴۲]۔ایضاً، [۴۳]۔صحیح بخاری باب ہبۃ الواحد للجماعۃ۔

☆......☆......☆